اسلامی عبادات اور اجتہاد بالمقاصد (مذاہبِ اربعہ کے تناظر میں)

Islamic worships and Ijtihad Bil Maqasid
(In the context of four school of Islamic jurisprudence)

Dr. Amin Ali
PhD Arabic National University of Modern Languages – Islamabad
E&S Edu Swabi (KP)
Email: alimudassir1984@gmail.com

Dr. Syed Yasir Ali
Lecturer Arabic Department
National University of Modern Languages – Islamabad
Email: syali@numl.edu.pk

ABSTRACT

Islam is not only a complete code of life, but also provides a complete guidance material for the newly emerging problems of today’s life. Islam has not only allowed the jurists of the Ummah to carry out reliability, speculation and ijtihad after the Book of Allah, the Sunnah of the Messenger of Allah ﷺand the consensus of the Companions, keeping in mind the same principles and skills, but has also declared it a recommended practice from the point of view of Shari’ah necessity.

With the passage of time, a series of new problems arose, for which, by understanding the mysteries of the holy law, a form of ijtihad and inference should be presented in accordance with the needs and requirements of the time, from which the people Not only should there be ease in the collective form, but at the same time, there should be no disturbance in the mysteries and secrets of the rules and regulations of Islam. This modern term is known as Ijtihad-Bil-Maqasid, the main purpose of this research will be to examine the necessity and importance of Ijtihad-Bil-Maqasid and the orders in some of the issues rose in the chapter of worship in the modern era. This research paper contains meanings of Maqasid, definitions of Ijtihad –Bil- Maqasid, its terms & conditions and some worships problems in modern era with their solutions in the light of Ijtihad –Bil- Maqasid In the context of four school of Islamic jurisprudence.

Keywords: Ijtihad –Bil-Maqasid, Necessity & Importance, Rules & Regulations, modern issues

دین اسلام نہ صرف ایک الہامی مذہب ہے بلکہ انسانی زندگی کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، ایک ایسا دین جو زمان و مکان کی قید سے آزاد تمام زمانوں اور تمام عالمِ انسانی کا احاطہ کیے ہوئے ہے، یہ صرف اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس میں کلامِ الٰہی کی عملی تشریح وتوضیح احادیث نبویہ اور سیرتِ مصطفی ﷺ کی شکل میں محفوظ ہے، نیز مکتبِ نبوی ﷺ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ایک ایسی جماعت کی آبیاری ہوئی جس نے پیش آمدہ مسائل کو نہ صرف بہ نظر غایر دیکھا اور سنا بلکہ انکی چھان پھٹک کے بعد قرآن وسنت کے اصولوں کی روشنی میں اجتماعی اور انفرادی فیصلے صادر فرمائے، مندرجہ بالا تینوں جہتوں کے لئے ادلہ ثلاثہ کی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے جو کہ قرآن و سنت اور اجماع پر دلالت کرتی ہے۔ چونکہ وقت گزرنے کے ساتھ زمان و مکان کے اختلاف اور جدت کے پیش نظر کچھ دیگر مسائل وقتاً فوقتاً سامنے آتے رہے جن کے بارے میں کوئی بھی صریح حکم ادلہ ثلاثہ میں عدم موجودگی کی وجہ سے تشویش کی ایک فضا کے قائم ہونے کا اندیشہ رہا، اس کا قبل از وقت ادراک کرتے ہوئے فقہاء عظام نے اس بار عظیم کو نہ صرف اٹھایا بلکہ اس کے لئے ایسے اصول، قوانین اور قواعد وضوابط وضع کیے جو نہ صرف ادلہ ثلاثہ سے ہم آہنگ تھے بلکہ اس دور کے تقاضوں کو بھی مد نظر رکھے ہوئے تھے انہی ادلہ ثلاثہ کے اصول پر اجتہاد اور قیاس کے باغ کی داغ بیل ڈالی گئی، اس طرح تین سے بڑھ کر ادلہ کی تعداد چار ہوگئی، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ نت نئے مسائل کا ایک ایسا سلسلہ جنم لیتا رہا جس کے لئے شریعتِ مطہرہ کے اسرار و رموز کا ادراک کرکے، ضرورت اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ اجتہاد و استنباط کی ایک ایسی صورت پیش کی جائے جس سے عوام الناس کو نہ صرف اجتماعی شکل میں آسانی ہو بلکہ اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے اصول و قواعد وضوابط اور احکامات کے اسرار و رموز میں خلل واقع نہ ہو، اس جدید اصطلاح کو اجتہاد بالمقاصد کے نام سے جانا جاتا ہے، اس مقالے کا بنیادی مقصد دور جدید میں عبادات کے باب میں پیش آمدہ چند مسائل میں اجتہاد بالمقاصد کی ضرورت واہمیت اور احکامات کا جائزہ لیا جائے گا۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر تمہید، دو مباحث اور خاتمہ پر مشتمل ہوگا جو کہ درج ذیل ہیں۔

تمہید:

1- مقاصد کے لغوی مفاہیم:

مقاصدِ شریعت کی تعریف: مقاصد عربی زبان کے لفظ مقصد کی جمع ہے جو (قصد) فعل کا مصدر میمی ہے، جس کا استعمال لغوی اعتبار سے مختلف معانی میں ہوتا ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

- طلب کرنا اور ارادہ کرنا، عربی لغت میں اس کا استعمال: قصد الشيء، قصد له، قصد إليه،[1] تینوں طریقوں سے اسی معنی میں ہوتا ہے۔

- راہ ہموار کرنا، راہنمائی حاصل کرنا اور آسانی کرنا، جیسے کہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے:
- وَعَلَى ٱللَّهِ قَصۡدُ ٱلسَّبِيلِ ... الآیة[2] ترجمہ: اللہ تعالی کے ذمے ہے راہنمائی عطا کرنا۔
- اعتدال و میانہ روی اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کرنا،[3] جیسے قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:
- وَٱقۡصِدۡ فِي مَشۡيِكَ ... الآیة [4] ترجمہ: اور اپنی چال ٹھیک اندازے سے چلو۔
- کسی بھی جانب میں کوئی ٹوٹ پھوٹ واقع کرنا، لہذا: "قصد الشيء" کے معنی ٹوڑنے کے آتے ہیں، اسی طرح کسی چیز کے ٹوٹے ہوئے حصے کو "القِصدة" کہا جاتا ہے۔[5]
- کسی چیز کی ذخیرہ اندوزی کرنا، تبھی وہ اونٹنی سے گوشت سے بھری پری ہو اسے "الناقة القصيد" کہا جاتا ہے[6]

2-مقاصد کی اصطلاحی تعریف:

مقاصد کا تعلق علم اصول فقہ کے ساتھ ہے، مقاصد کی اصطلاح متقدمین علماء و مجتہدین کے ہاں رائج نہیں تھی اگرچہ ان کی کتابوں میں انہیں مقاصد کو ملحوظ نظر رکھا گیا جاتا رہا ہے، اس اصطلاح کی ترویج متاخرین یا دوسرے الفاظ میں دور جدید کے معاصر فقہاء و علماء کے ہاں زیادہ نظر آتی، چند معاصر علماء و فقہاء کی ذکر کردہ تعریفیں ذیل میں ذکر کی جائیں گی۔

- ابن عاشور: علامہ ابن عاشور اپنی کتاب "مقاصد الشريعة الإسلامية" میں مقاصد کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں: "إنها المعاني والحكم الملحوظة للشارع في جميع أحوال التشريع أو معظمها؛ بحيث لا تختص ملاحظتها بالكون في نوع خاص من أحكام الشريعة."[7]

ترجمہ: یہ وہ معانی اور حکمتیں ہیں جن کی شارع تمام یا اکثر احکام تشریعیہ کے دوران رعایت رکھتا ہے، بایں طور کہ ان کی رعایت احکام تشریعیہ کسی خاص نوع کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ تاکہ اس سے انسانوں کے خاص تصرفات کی وجہ سے عمومی اور اجتماعی مصلحتوں پر کوئی گزند نہ آئے۔

- علال الفاسی: مقاصد کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں: "الغاية منها والأسرار التي وضعها الشارع عند كل حكم من أحكام.

"ترجمہ: احکام شریعت میں سے کسی بھی حکم کے وضع کرتے وقت شارع کا مقصود اور بنیادی راز مقاصد کہلاتا ہے۔

- علامہ ریسونی: مقاصد کی تعریف کچھ ان الفاظ سے کرتے ہیں: "مقاصد الشريعة هي الغايات التي وضعت الشريعة لأجل تحققها، لمصلحة العباد."[8]

ترجمہ: مقاصد شریعت سے مراد وہ غایتیں ہوتی ہیں جن کی بجا آوری کے لیے بندوں کی مصلحتوں کے پیش نظر شریعت کو وضع کیا جاتا ہے۔

- ڈاکٹر محمد سعد بن احمد الیوبی: "هي المعاني والحكم ونحوها التي راعاها الشارع في التشريع عموما وخصوصا من أجل تحقيق مصالح العباد."[9]

ترجمہ: مقاصد شریعت سے مراد وہ معانی اور حکمتیں ہیں جن کی شارع نے بندوں کی مصلحتوں کے پیش نظر عمومی یا خصوصی احکام جاری کرتے وقت رعایت برتی ہو۔

- ڈاکٹر یوسف العالم: "المراد بأهداف الشريعة: مقاصدها التي شرعت الأحكام لتحققها، ومقاصد الشارع هي المصالح التي تعود إلى العباد في دنياهم وأخراهم، سواء أكان تحصيلها عن طريق جلب المنافع، أم عن طريق دفع المضار."[10]

ترجمہ: شریعت کے اہداف سے مراد اس کے وہ مقاصد ہیں جن کی رعایت کرتے ہوئے احکام وضع کیے گئے ہیں، نیز شارع کے مقاصد سے مراد بندوں کی دنیا یا آخرت سے متعلق ان کی مصلحتیں ہیں چاہیں، چاہے یہ نفع رسانی کے اعتبار سے ہوں یا پھر ضرر اور نقصان سے بچانے کے اعتبار سے۔

- نور الدین الخادمی: "المقاصد هي المعاني الملحوظة في الأحكام الشرعية، والمترتبة عليها؛ سواء أكانت تلك المعاني حكما جزئية أم مصالح كلية أم سمات إجمالية، وهي تتجمع ضمن هدف واحد، وهو تقرير عبودية الله ومصلحة الإنسان في الدارين."[11]

- ترجمہ: مقاصد سے مراد وہ معانی ہیں جو نہ صرف احکام شرعیہ سے ملحوظ ہوں بلکہ اس پر مرتب بھی ہوں؛ چاہے یہ معانی جزوی ہوں یا کلی یا پھر اجمالی جہتوں سے تعلق رکھتے ہوں، یہ تمام معانی ایک ہی ہدف کے ذیل میں جمع ہوتے ہوں اور وہ ہدف اللہ تعالی کی عبودیت کا ثبوت اور دونوں جہانوں میں انسانوں کی مصلحت ہے۔

- ڈاکٹر حمدی صبح: "هي ما أراد الشارع حصوله بالأحكام أو بجملة منها.

"ترجمہ: مقاصد سے مراد وہ نتائج ہیں جن کو شارع نے تمام احکام یا ان میں سے کچھ احکام کے ذریعے سے حاصل کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

مبحث اول: اجتہاد بالمقاصد

اس مبحث میں اجتہاد بالمقاصد کی تعریف، اسکے قواعد و ضوابط اور اصول، اجتہاد بالمقاصد کی اہمیت، نیز اجتہاد بالمقاصد کے مراحل بیان کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اجتہاد بالمقاصد:

علماء کرام نے اجتہاد بالمقاصد کی مختلف تعریفات ذکر کی ہیں، لیکن ان میں سے سب سے بہترین تعریف نور الخادمی کی ذکر کردہ تعریف ہے، وہ فرماتے ہیں: "العمل بمقاصد الشريعة والالتفات إليها والاعتداد بها في عملية الاجتهاد الفقهي."[12] ترجمہ: فقہی اجتہاد کے دوران مقاصد شریعت کو مد نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل کرنا اور کام میں لانا اجتہاد بالمقاصد کہلاتا ہے۔

اجتہاد بالمقاصد کے مواضع ومواقع:

اجتہاد بالمقاصد کے قواعد وضوابط کے ذکر کرنے پہلے ان مواقع اور مواضع کا ذکر کرنا ضروری ہے جہاں اجتہاد بالمقاصد کا اجراء کیا جاسکتا ہے اور جہاں نہیں کیا جاسکتا؟

- وہ نصوص جن کی دلالت قطعی نہ ہو، بلکہ وہاں افہام و تفہیم کی ضرورت باقی رہے چاہے وہ ظاہر کی تاویل کے ذریعے ہو یا پھر پوشیدہ مبہم چیزوں کی وضاحت کے ذریعے، جبکہ قطعی تو واضح ہوتا ہے وہاں یا تو شارع کی طرف سے اثبات یا پھر نفی کسی ایک صورت میں حکم واضح ہوتا ہے۔[13]
- وہ مواضع اور جگہیں جہاں انسانوں کے مصالح یا مفاسد کی وجوہات، علل، معانی بیان کرنے کی ضرورت پڑے، یہ تمام ضرورتیں استنباط اور نئے احکام کی طرف راہنمائی کرتی ہیں، کیونکہ مجتہد کے لیے اپنی نظر و فکر اور اجتہاد کی روشنی میں نئے احکام کا استنباط کرنے کی اجازت ہے۔[14]
- وہ تمام احکام جن کا تعلق خاص یا عام پہلوؤں سے ہو، چاہے وہ حکم نص سے مستفاد ہو یا پھر اجتہاد سے۔

اجتہاد بالمقاصد کے قواعد وضوابط:

ذیل میں اجتہاد بالمقاصد کے اہم اور بنیادی اصول اور قواعد وضوابط ذکر کرنے کی کوشش کی جائے گی:

- دینی قطعی امور اور شرعی احکام کے ساتھ ہم آہنگی: اجتہاد بالمقاصد کے لیے بنیادی شرط یہ ہے کہ وہ شریعت مطہرہ اور دین اسلام کے بنیادی اصول اور مقررات سے متصادم نہ ہو بلکہ ان کے ساتھ ہم آہنگ ہو، جیسے کہ ہر طرح کے احوال میں معبودیت صرف اللہ تعالی کو ہی زیب دیتی ہے، دنیاوی اور اخروی امور کے درمیان ربط اور ہر دو طرح کے امور کو الگ نہ کرنا اور اللہ تعالی کی حاکمیت اعلی ہر حالت میں تسلیم کرنا وغیرہ۔[15]
- اجتہاد بالمقاصد میں جن مصالح پر اعتماد کیا جارہا ہے وہ حقیقت، اخلاق، عقل اور تمام انسانوں کو یکساں طور پر شامل ہوں۔
- جس مسئلہ میں اجتہاد بالمقاصد کا سہارا لیا جارہا ہے اس میں کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ سے کوئی قطعی، صریح اور واضح دلیل موجود نہ ہو۔[16]

- اجتہاد بالمقاصد کسی بھی ایسے حکم سے معارض نہ ہو جو اجماع یا قیاس صحیح سے ثابت ہو کیونکہ وہ حکم جو ان ہر دو طریقوں سے ثابت ہو گا وہ بھی مصلحت پر ہی مبنی ہو گا۔[17]
- اس کے ذریعے سے عمل کا تعلق عبادات کے قطعی احکام کے علاوہ دیگر عام امور کے ساتھ ہو کیونکہ عبادات کی مقدار، طریق کار اور اصول پہلے سے وضع شدہ ہیں۔[18]
- جس مسئلے میں اجتہاد بالمقاصد کا سہارا لیا جا رہا ہو، اس مسئلے میں اجتہاد بالمقاصد کی وجہ سے اس سے اہم یا مساوی مقصد فوت نہ ہوتا ہو۔[19]

اجتہاد بالمقاصد کی اہمیت:

آج کل کے دور میں جدت اور ترقی کی وجہ سے نت نئے مسائل جنم لے رہے ہیں، جن میں اجتہاد بالمقاصد کی ضرورت سے انکار کسی صورت ممکن نہیں، اجتہاد بالمقاصد کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ یہ ہر نص چاہے وہ قرآن کریم سے تعلق رکھتی ہو یا حدیث مبارک سے یا اسکی تائید اجماع سے ہوتی ہو یا اجتہاد و قیاس سے ایک خاص مقصد کے تحت جو کہ مکلف کی منفعت یا دفع مضرت کو پیش نظر رکھتا ہے، یہ دین اسلام کے تمام امور چاہے ان کا تعلق عقیدے سے ہو یا اعمال سے مد نظر رکھ کر اپنے بنیادی مقصد کو مد نظر رکھتا ہے نیز اجتہاد کرتے وقت ان مقاصد کا خیال رکھنا حق کے حصول اور اختلاف کی کمی میں اہم کردار ادا کرتا ہے، چونکہ تمام نصوص۔متلو و غیر متلو۔خاص واقعات اور مخصوص حالات کے ساتھ متصف ہیں جبکہ انسانی زندگی سے متعلق فروعی مسائل نئے رنگ و روپ اور مختلف جہتوں میں سے رونما ہو رہے ہیں تو اس صورت میں اجتہاد کی ضرورت سے کوئی بھی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا، تاکہ نئے پیش آمدہ مسائل کی وجہ سے تشویش دین اسلام کی روح متاثر نہ ہو، نیز چونکہ فقہاء اور مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اجمعین نے ایسے اصول و قواعد و ضوابط وضع کیے ہیں جن کی وجہ سے نئے پیش آمدہ مسائل کے لیے اجتہاد بالمقاصد اور ترجیح کی راہ ہموار ہوتی ہے، لہذا شارع کے بنیادی مقصد اور فروعی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے نت نئے مسائل میں غور و فکر کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے۔ لہذا مقاصد شریعت کو سمجھنا ادلہ کے درمیان احکام شریعت کی وجوہات اور اسباب تک پہنچنے کے دوران ظاہری تعارض کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، پھر یہی سے نت نئے پیش آمدہ مسائل کے احکامات اور حکمتوں تک کی راہ ہموار ہوتی ہے۔[20]

اجتہاد بالمقاصد کے مراحل:

اجتہادی کاوش کے دوران کسی بھی شرعی مقصد پر عمل تین بنیادی عناصر پر قائم ہوتا ہے، بنیادی نص، مسئلہ اور مکلف، نص سے مراد وہ بنیادی دلیل ہوتی ہے جس کے حکم، وجہ اور مقصد کی تطبیق مطلوب ہو، جبکہ واقع یا

مسئلہ وہ میدان عمل ہوتا ہے جس کے مقاصد اور اغراض کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر نص کا حکم منطبق کیا جاتا ہے، اور مکلف وہ عاقل انسان ہوتا ہے جو اس مسئلے اور نص کا مخاطب ہوتا ہے۔(21)

تبھی کسی بھی مجتہد کے لیے یہ لازمی ہے کہ وہ حکم کی تطبیق کے دوران شریعت کے بنیادی مقاصد کا لحاظ رکھے، تا کہ وہ تطبیق بندوں کی تمام مصلحتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے مقاصد کے پیش نظر ہو، ذیل میں ان وہ بنیادی مراحل کا ذکر کیا جائے گا جن کی رعایت رکھنا ضروری ہے۔

- پہلا مرحلہ: اس واقعے کو سمجھنا جس کے بارے میں شرعی حکم نازل ہوا ہے۔
- دوسرا مرحلہ: اصل کی مصلحت اور تطبیق کی خرابی اور اصل کی خرابی اور تطبیق کی مصلحت کے درمیان موازنہ کرنا۔
- تیسرا مرحلہ: جدید مسئلے میں حکم کی اصل علت اور وجہ کو لاگو کرنا۔
- چوتھا مرحلہ: حالات اور واقعات کی خصوصیتوں، ضرورتوں اور اہمتوں کو مد نظر رکھنا۔(22)

مبحث دوم:

اس مبحث میں دور جدید کے عبادات کے باب سے تعلق رکھنے والے چند پیش آمدہ مسائل کا مذاہب اربعہ کی روشنی میں اجتہاد بالمقاصد سے ہم آہنگ حل پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ یہ مبحث عبادات کے باب میں پانچ جدید مسائل پر مشتمل ہو گا جن میں اجتہاد بالمقاصد کا سہارا لیا گیا، جو درج ذیل ہیں:

مسئلہ 1: وبائی امراض سے متاثرہ شخص کا جماعت یا جمعہ کی نماز میں شامل ہونا:

جمہور فقہاء عزام کا شروع ہی سے اس مسئلے پر اتفاق رہا ہے کہ اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جس کے پھیلنے اور متعدی ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسے مریض کو جمعہ اور جماعت سے روکا جائے گا تا کہ یہ بیماری دیگر نمازیوں میں پھیل نہ جائے، اس میں عمومی فائدہ پیش نظر رکھا جائے گا نہ کہ انفرادی خواہشات،(23) جیسے کہ کرونا وائرس کی وبا میں مبتلا شخص کو یہ اجازت ہو گی کہ وہ جماعت یا جمعے کی نماز میں شرکت کے بجائے انفرادی نماز ادا کرے اور جمعے کے بجائے ظہر کی نماز پڑھے۔(24)

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد:

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد کا کردار احتیاط، مفاد عامہ اور انسانی جان کی حفاظت پر مبنی ہے، جس کی وجہ سے کسی بھی متعدی بیماری میں مبتلا شخص کی جماعت یا جمعے کی نماز میں شرکت کا حکم ساقط ہو جائے گا، اسکی دلیل خود ارشاد باری تعالی ہے: وَلَا تُلْقُواْ بِأَيْدِيكُمْ إِلَى ٱلتَّهْلُكَةِ[25] ترجمہ: اور خود اپنے آپ کو اپنے کیے سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔ شریعت اسلامیہ کی نصوص، مقاصد اور قواعد کی چھان پھٹک کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شریعت مطہرہ

کی روشنی میں کبار علماء وفقہاء نے کرونا جیسی کسی بھی متعدی بیماری میں مبتلا شخص کے لیے جماعت اور جمعے میں شرکت نہ کرنے کی رخصت دی ہے جس کی تائید اس حدیث مبارک سے ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا یوردن ممرض علی مصح[26] ترجمہ: بیمار اونٹوں کا مالک صحت مند اونٹوں کے پاس اپنے اونٹ لیکر نہ آئے، تو متعدی امراض کے دوران ہر وہ شخص جو دوسروں کو مرض میں مبتلا کرنے کا سبب بنے یا اسکی وجہ سے دیگر لوگ ضرر، تکلیف اور نقصان میں مبتلا ہوں تو ایسے شخص کے لیے رسول اللہ ﷺ کے فرمان ہے: لا ضرر ولا ضرار[27] ترجمہ: نہ تکلیف میں مبتلا ہو اور نہ ہی تکلیف دے، لہذا ایسے شخص کو شریعت کی رو سے معذور سمجھا جائے گا اور دینِ اسلام چونکہ آسانی اور سہولت کا دین ہے نہ کہ تنگی اور مشقت کا، اور یہی فرمان الٰہی سے مستفاد ہے، ارشاد ربانی ہے: وَمَا جَعَلَ عَلَيۡكُمۡ فِي ٱلدِّينِ مِنۡ حَرَجٖۚ[28] ترجمہ: اور اس (اللہ) نے تمہارے لیے تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں رکھی۔

مسئلہ 2: وبائی مرض میں مبتلا شخص کا روزے نہ رکھنا:

قرآن کریم کی دلیل قطعی سے مریض یا مسافر کے لیے رمضان کے روزوں کو نہ رکھنے کی رخصت دی گئی ہے،[29] اب دور جدید میں کرونا جیسے امراض کی وجہ سے کیا اس پر بھی دیگر بیماریوں کی طرح روزوں کے نہ رکھنے کا حکم لاگو ہو گا؟ علماء کرام اور فقہاء عظام نے اس بارے میں کچھ شرائط کے ساتھ رمضان کے روزوں کی رخصت دی ہے۔

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد:

مسئلہ مذکورہ میں علماء کرام کا اتفاق ہے کہ اگر ایک ماہر طبیب تشخیص کے بعد کرونا جیسی بیماری میں مبتلا مریض کو روزہ نہ رکھنے کا کہے تاکہ مقصد کلی - جان کی حفاظت - فوت نہ ہو تو پھر اس شخص کے لیے رمضان کے روزوں کو نہ رکھنے کی گنجائش ہے اور میں بھی بنیادی دلیل ارشاد باری تعالی ہی ہے: وَلَا تُلۡقُواْ بِأَيۡدِيكُمۡ إِلَى ٱلتَّهۡلُكَةِ[30] ترجمہ: اور خود اپنے آپ کو اپنے کیے سے ہلاکت میں نہ ڈالو۔

مسئلہ 3: وبائی امراض کی وجہ سے زکواۃ کی پیشگی ادائیگی کرنا:

مقررہ وقت سے پہلے زکواۃ کی ادائیگی میں فقہاء کا بنیادی طور پر اختلاف ہے، جس میں دو مذاہب ہیں:

پہلا مذہب: احناف فقہاء کے ہاں ایک یا دو سال تک کی زکواۃ وقت مقررہ سے پہلے ادا کی جاسکتی ہے، شوافع اور حنابلہ سے بھی ایک ایک روایت اسی قول کی تائید میں موجود ہے۔[31]

دوسرا مذہب: فقہاء مالکیہ زکواۃ کی تعجیل کے قائل نہیں ہیں، وہ ایک سال مکمل ہونے یا اس کی تکمیل کے قریب ترین وقت میں ہی زکواۃ کی ادائیگی کے قائل ہیں، فقہاء شوافع کی ایک روایت کے مطابق ایک سال تک کی زکواۃ کی پیشگی ادائیگی ہو سکتی ہے، اور انکی تائید میں فقہاء حنابلہ کا ایک قول بھی مروی ہے۔[32]

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد:

چونکہ فقہاء احناف کی جانب سے دفع حرج اور آسانی پیش نظر زکواۃ کی پیشگی ادائیگی کی رخصت دی گئی ہے، اور اس بارے میں خود رسول اللہ ﷺ کی طرف سے بھی رخصت کچھ احادیث مبارکہ میں وارد ہوئی ہے،[33] اور فقہی قاعدے کے پیش نظر کہ آفات اور دیگر مصیبتوں کے وقت عام احکامات میں تبدیلی اور آسانی ہوتی رہتی ہے لہٰذا دور جدید میں متعدی امراض جیسے کرونا کے دوران فقہاء کرام نے اجتہاد بالمقاصد کا سہارا لیتے ہوئے عوام الناس کی آسانی کے پیش نظر زکواۃ کی پیشگی ادائیگی کی اجازت دی ہے۔

مسئلہ 4: عورت کا فضائی جہاز کے ذریعے بنا محرم کے حج پر جانا:

کیا کوئی عورت دور جدید میں اپنے محرم مرد کے بغیر اکیلے بذریعہ فضائی جہاز فرض شدہ حج کے سفر پر جاسکتی ہے؟

عورت کے اپنے محرم کے بغیر فضائی سفر پر جانے سے متعلق دو قسم کی آراء ہیں:

پہلا مذہب: عورت کا فضائی سفر میں اپنے محرم کی نگرانی کے بغیر جانا جائز نہیں، یہ جمہور فقہائے احناف اور فقہائے حنابلہ کا قول ہے۔[34]

دوسرا مذہب: عورت چند شرائط پر پورا اترنے کے بعد بھی اپنے محرم مرد کے بغیر بھی فضائی سفر پر جاسکتی ہے، جب اس کے ساتھ عورتوں کی ایک جماعت ہو، یا ایسے مرد ہوں جنکی دین داری، اخلاق اور پاکیزگی پر کوئی شبہ نہ ہو، اسکو سفر پر جانے سے لیکر واپسی تک جان، مال اور عزت و آبرو کے بارے میں مکمل اطمینان ہو، اسے اپنے یا دین کے کسی معاملے میں کوئی خوف لاحق نہ ہو، یہ فقہائے مالکیہ اور شوافع کا مذہب ہے۔[35]

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد:

انسانی جان کی حفاظت شریعت اسلامیہ کے بنیادی مقاصد میں سے ہے جو جان، دین، عقل، نسل، عزت و آبرو سب طرح کی حفاظتوں پر مشتمل ہے، جب ان تمام پہلوؤں میں کوئی خطرہ نہ ہو اور حالات اس حد تک بہتر ہوں کہ بنا کسی خوف و خطر اپنے فرائض کی بجاآوری کی جاسکے تو پھر عورت کو اس کے محرم کی نگرانی کے بغیر فرض حج کے سفر پر جانے کی اجازت ہوگی تاکہ وہ اپنی حفاظت کے ساتھ ساتھ دینی امور کی بجاآوری بھی بحسن خوبی کرسکے، نیز وہ احادیث مبارکہ اور اقوال فقہاء جو عورت کو بغیر محرم کے سفر کرنے کی نفی پر دلالت کرتے ہیں ان کو غیر پرامن حالات پر محمول کیا جائے گا۔

مسئلہ 5: عذر کی وجہ سے نجاست کے حامل شخص کا طواف کرنا:

کیسی عذر کی بنا پر مرض میں مبتلا شخص نجاست کو ساتھ لیے طوف کرسکتا ہے کہ نہیں جیسا کہ آج کل پیشاب کی تھیلی (Urinary Foley catheter= قسطرة البول) اٹھائے طواف کرسکتا ہے؟

اس بارے میں اہل علم کا اجماع ہے کہ کوئی بھی شخص ایسی نجاست کے ساتھ طواف کر سکتا ہے جس کا اسے علم بھی ہو لیکن اسے ہٹانے سے وہ معذور بھی ہو اس کا طواف صحیح ہو گا، نیز اس پر کسی قسم کا فدیہ بھی نہیں ہو گا اور مسئلہ مذکورہ کا جواز سلس البول کے مریض یا استحاضہ والی عورت کے طواف کے جواز پر قیاس کیا گیا ہے۔(36)

مسئلہ مذکورہ میں اجتہاد بالمقاصد:

حامل النجاسہ کے حق میں طواف کے جائز ہونے کے بارے میں اجتہاد بالمقاصد بالکل واضح ہے کہ ایسے شخص کا طواف بالکل درست ہے، کیونکہ اس سے کلی مقصد پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا اور وہ ہے جان کی حفاظت، کیونکہ اگر اسے طواف کی اجازت نہ دی جائے تو حج کا ایک اہم رکن فوت ہو جائے گا، جس کی وجہ اس پر دم آئے گا، یا اگر اسے نلکی اور پیشاب کی تھیلی کو ہٹا کر طواف کرنے کا کہا جائے تو اسے شدید حرج اور مشقت میں ڈالنے والا عمل ہو گا، اور یہ دونوں شریعت کی رو سے ممنوع ہیں تو پھر صرف ایک ہی راستہ بچ جاتا ہے جس میں شریعت کے مقاصد اور انسانی جان کی حفاظت دونوں کی رعایت ہو جاتی ہے، اور یہی شریعت میں مطلوب ہے جس پر قرآن و حدیث کی متعدد نصوص دلالت کرتی ہیں۔

خاتمہ مقالہ:

مقالے کے اہم نتائج درج ذیل ہیں:

- دور حاضر میں علماء اور فقہاء نے مقاصد شریعت کو خاص اہمیت دی ہے، چونکہ مقاصد شریعت دین اسلام کی روح جو کہ مفاد عامہ سے وابستہ ہے کا مکمل احاطہ کیے ہوئے ہے، اور یہی مقاصد شریعت عمل اجتہاد کے لیے ناگزیر ہے۔
- چونکہ اسلام کی تکمیل ختم نبوت کے طفیل ہو چکی ہے اب کسی نئی شریعت یا قانون سماوی نے نہیں آنا اور نہ ہی کسی مسئلے میں - چاہے وہ عمومی ہو یا خصوصی - وحی کا انتظار کیا جا سکتا ہے، تبھی شریعت کا ہی سہارا لیکر مقاصد شریعت سے ہم آہنگ دور حاضر کے پیش آمدہ مسائل کا استنباط کرنا وقت کا اہم تقاضا ہے، تاکہ نہ تو شریعت کی روح فوت ہو اور نہ ہی انسانی ضروریات کی وجہ سے دین کی شکل و صورت مسخ ہو جائے، کیونکہ دین محمدی ایک زندہ جاوید، ابدی اور زمان و مکان کی قید سے آزاد ایک عمومی دین ہے۔
- دور حاضر میں چونکہ نت نئے مسائل نے جنم لیا جس کے بارے میں کوئی قطعی نص موجود نہیں ہے لہذا علماء کرام اور مذہبی محققین کو تمام پیش آمدہ جدید مسائل اور خصوصا عمومی نوعیت کے مسائل میں تحقیق اور توضیح کا راستہ اختیار کرنا چاہیے۔

- مقاصد شریعت میں چونکہ انسانی جان کی حفاظت، سہولت اور آسانی کا پہلو نمایاں ہے تبھی شارع کی مراد کے موافق کسی بھی مسئلے میں عمومی مفاد کو مد نظر کر عوام الناس کے لیے آسانی اور سہولت کا پہلو اپنانا چاہیے تاکہ اپنے دین کی وجہ سے تنگی، مشقت، تکلیف یا نقصان میں پڑ کر دین سے دوری کا خدشہ نہ ہو۔
- دور حاضر میں علماء کرام اور محققین نے دین کے پہلوؤں کو مد نظر رکھ کر انسانی زندگی کے تمام شعبہ جات میں پیش آمدہ مسائل اور ان کے لیے بروئے کار لائے جانے والے وسائل پر مدلل اور واضح انداز میں تحقیقیں پیش کیں ہیں جو کہ بیک وقت فرد، معاشرے، انسانی زندگی اور شریعت کے اصولوں سے ہم آہنگ ہیں۔

وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب، اللهم لا ملجأ ولا منجى منك إلا إليك، وصلى الله تبارك وتعالى على أفضل الخلق محمد، وعلى آله وصحبه ومن تبعه بإحسان إلى يوم الدين.

حواشی

(1) لسان العرب، 41/ 3643، معجم مقاييس اللغة، 5/ 95، المصباح المنير، 2/ 504.

(2) سورة النحل، الآية: 9.

(3) المصباح المنير، 2/ 504.

(4) سورة لقمان، الآية: 19.

(5) لسان العرب، 41/ 3643، معجم مقاييس اللغة، 5/ 95.

(6) معجم مقاييس اللغة، 5/ 95.

(7) مقاصد الشريعة الإسلامية، ابن عاشور، ص: 251.

(8) نظرية المقاصد عند الشاطبي للريسوني، ص: 19.

(9) مقاصد الشريعة الإسلامية وعلاقتها بالأدلة الشرعية لليوبي، ص: 37.

(10) مقاصد الشريعة الإسلامية ليوسف العالم، ص: 79.

(11) علم المقاصد الشرعية، ص: 17، والاجتهاد المقاصدي –حجته وضوابطه ومجالاته- للخادمي، ص: 38.

(12) الاجتهاد المقاصدي –حجيته وضوابطه ومجالاته-، 1/ 39.

(13) الاعتصام، 2/ 342، والموافقات، 5/ 115.

(14) المصطلح الأصولي، د. فريد الأنصاري، ص: 299.

(15) الاجتهاد المقاصدي –حجيته وضوابطه ومجالاته-، 2/ 19، الاجتهاد المقاصدي في عصر الخلفاء الراشدين، ص: 37.

(16) ضوابط المصلحة في الشريعة الإسلامية، ص: 120.

(17) المنخول من تعليقات الأصول، ص: 457.

(18) الموافقات، 3/ 285، أثر الأدلة المختلف فيها، ص: 40.

[19] المستصفى، 1/285، الموافقات، 3/31، التقرير والتحبير، 3/183.

[20] مقاصد الشريعة، ابن عاشور، ص: 307 – 309.

[21] الاجتهاد المقاصدي –حجيته وضوابطه ومجالاته-، 2/133.

[22] فقه التنزيل وقواعد وتطبيقاته، ص: 394 – 395، التطبيق المقاصدي للأحكام الشرعية، أ.د عبد الرحمن الكيلاني، ص: 16 – 26.

[23] بدائع الصنائع، 1/258، المجموع شرح المهذب، 4/484، بداية المجتهد، 1/178، المغني، 1/451.

[24] أثر الأوبئة على العبادات دراسة فقهية مقارنة وباء كورونا نموذجا، د/ أحمد أنور المهندس، مجلة الشريعة والقانون بدمنهور، العدد: 35، ص: 92، 1442 هـ – 2020م.

[25] سورة البقرة، الآية: 195.

[26] الحديث متفق عليه: أخرجه البخاري، كتاب الطب، باب ما يذكر في الطاعون، 7/ 138، رقم: 5728، 3473 واللفظ للبخاري، ومسلم في صحيحه، كتاب السلام، 33 باب لا عدوى.. رقم: 2221، 4/1742، 1743.

[27] أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الأحكام، 2340، 3/784، وصححه الحاكم في المستدرك، 2/66.

[28] سورة الحج، الآية: 78.

[29] البحر الرائق، 2/303، المجموع، 6/258، المغني لابن قدامة، 3/155.

[30] سورة البقرة، الآية: 195.

[31] المبسوط، 2/177، المجموع، 6/146، المدونة، 1/133.

[32] المجموع، 6/146، المدونة، 1/133، المغني، 3/473.

[33] مسند الإمام أحمد، 2/ 414، رقم: 1265، سنن أبي داؤد، كتاب الزكاة، باب زكاة السائمة، 2/ 100، رقم: 157، سنن ابن ماجه، كتاب الزكاة، باب من استفادا مالا، رقم: 1792، 1/ 571، مستدرك الحاكم، كتاب البيوع، رقم: 2345، 1/66.

[34] بدائع الصنائع، 2/123، المبسوط، 4/111، كشاف القناع، 2/394.

[35] المدونة، 2/452، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، 2/9، الأم، 2/117.

[36] المبسوط، 2/139، المجموع، 2/541، المدونة، 1/11، المغني، 1/206.

مصادر اور مراجع

1. القرآن الكريم
2. ابن أنس، مالك، المدونة، دار صادر – بيروت.
3. ابن حنبل، الإمام أحمد، المسند، مؤسسة القرطبة – القاهرة.
4. ابن رشد، محمد بن أحمد، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، دار الفكر – بيروت.
5. ابن عاشور، محمد طاهر، مقاصد الشريعة الإسلامية، دار النفائس، ط/1، 2000م.

6. ابن فارس، أحمد بن زكريا، معجم مقاييس اللغة، تحقيق: د. عبد السلام محمد هارون، دار الفكر – دمشق، سوريا.

7. ابن منظور، جمال الدين محمد بن مكرم، لسان العرب، دار المعارف- قاهرة.

8. ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم بن محمد، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، دار المعرفة – بيروت.

9. أمير بادشاه، محمد أمين المعروف، التقرير والتحبير على كتاب التحرير لابن الهمام، دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان، 1403هـ – 1983م.

10. الأنصاري، د. فريد، المصطلح الأصولي عند الشاطبي، دار المعارف القاهرة، ط/1، 1424هـ – 2002م.

11. آيت أمجوض، عبد الحليم بن محمد، فقه التنزيل وقواعد وتطبيقاته من خلال نوازل من تراث المالكية ونماذج من القضايا المعاصرة، دار الفقيه – أبو ظبي، ط/1، 1435هـ – 2014م.

12. البخاري، أبو عبد الله محمد بن اسمعيل، صحيح البخاري، تحقيق: د. مصطفى ديب البغا، دار ابن كثير اليمامة – بيروت، ط/1، 1407هـ – 1987م.

13. البغا، مصطفى ديب، أثر الأدلة المختلف فيها في الفقه الإسلامي، دار الإمام البخاري – دمشق حيلوبي.

14. البهوتي، منصور بن يونس، كشاف القناع على متن الإقناع، تحقيق: هلال مصيلحي مصطفى هلال، دار الفكر – بيروت، ط/1، 1402هـ.

15. البوطي، د. محمد سعيد رمضان، ضوابط المصلحة في الشريعة الإسلامية، دار الفكر – دمشق، 2005م.

16. الحاكم، أبو عبد الله، النيسابوري، المستدرك على الصحيحين، دار الحرمين – القاهرة، ط/ 1، 1417هـ – 1997م.

17. الخادمي، نور الدين بن مختار، علم المقاصد الشرعية، مكتبة العبيكان، ط/1، 1421هـ – 2001م.

18. الخادمي، نور الدين بن مختار، الاجتهاد المقاصدي –حجته وضوابطه ومجالاته-، بيروت، ط/ 1، 1419هـ.

19. الدسوقي، محمد عرفة، حاشية الدسوقي على الشرح الكبير، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، بيروت – لبنان.

20. الريسوني، أحمد، نظرية المقاصد عند الشاطبي، تقديم: د. طه جابر العلواني، ط/ 4، 1416هـ – 1995م.

21. السجستاني، أبو داؤد سليمان بن الأشعث، سنن أبي داؤد، تحقيق: محمد محي الدين عبد الحميد، دار الفكر – بيروت.

22. السرخسي، شمس الأئمة، المبسوط، دار المعرفة – بيروت، 1416هـ – 1993م.

23. الشاطبي المالكي، أبو إسحاق، الموافقات في أصول الشريعة، دار المعرفة – بيروت، 1343هـ.

24. الشاطبي، أبو إسحاق الاعتصام، الحلبي وأولاده – مصر، ط/1، 1414هـ – 1994م.

25. الشافعي، أبو عبد الله، الأم، دار المعرفة – بيروت، ط/2، 1393هـ.

26. الصيفي، محمد، الاجتهاد المقاصدي في عصر الخلفاء الراشدين، (ماجستير)، كلية الشريعة والقانون، الجامعة الإسلامية، غزة، 2010م.

27. العالم، د. يوسف، مقاصد الشريعة الإسلامية، المعهد العالمي للفكر الإسلامي، ط/ 2، 1415هـ – 1994م.

28. الغزالي، أبو حامد، المستصفى من علم الأصول، تحقيق: د. حمزة بن زهير حافظ، كلية الشريعة – المدينة المنورة، 1413هـ.

29. الغزالي، أبو حامد، المنخول من تعليقات الأصول، تحقيق: د. أبو عبد الله محمد حسن هيتو، دار الفكر – دمشق، ط/3، 1419هـ – 1998م.

30. الفيومي، أحمد بن محمد بن علي، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير للرافعي، تحقيق: عبد العظيم الشناوي، دار المعارف القاهرة.

31. القزويني، أبو عبد الله محمد بن يزيد، سنن ابن ماجه، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار الريان للتراث – بيروت.

32. الكاساني، علاء الدين، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، تحقيق: الشيخ علي محمد معوض، الشيخ أحمد عادل عبد الموجود، دار الكتب العلمية – بيروت، ط/2، 1424هـ – 2003م.

33. الكيلاني، أ.د عبد الرحمن، التطبيق المقاصدي للأحكام الشرعية، كلية الشريعة – الجامعة الأردنية، العدد 4، 2008م.

34. المقدسي، ابن قدامة، المغني، دار الفكر – بيروت، ط/1، 1405هـ.

35. المهندس، د. أحمد أنور، أثر الأوبئة على العبادات دراسة فقهية مقارنة وباء كورونا نموذجا، مجلة الشريعة والقانون بدمنهور، العدد: 35، 1442 هـ – 2020م.

36. النووي، محي الدين بن شرف، المجموع شرح المهذب، دار الفكر – بيروت.

37. النيسابوري، أبو الحسين مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي، دار الحديث – بيروت، ط/1، 1412هـ – 1991م.

38. اليوبي، محمد سعد، مقاصد الشريعة الإسلامية وعلاقتها بالأدلة الشرعية، دار الهجرة للنشر والتوزيع- بيروت، ط/1، 1418هـ – 1998م.